افتتاح کلام

انسان اور حیوان کا مابہ الامتیاز قوت فکریہ اور تعقل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا اس موضوع کی طرف انسان کو اسی طرح دعوت دی ہے جس طرح حصول علم اور الٰہی سنتوں کی شناخت کی دعوت دیتا آیا ہے، قرآن یہی چاہتا ہے کہ انسان آیات آفاق اور انفس میں غور وفکر کے ذریعے کائنات کی حقیقتوں تک پہنچے اور آگاہانہ اور شعوری طور پر اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ سیرُوافی الارضِ فَانْظُر واکَیْف بَدا الْخلْق

کہہ دیجیے کہ تم لوگ زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ خدا نے کس طرح خلقت کا آغاز کیا ہے۔

قرآن ضمنی طور پر انسان کو اس حقیقت سے بھی آشنا کرتا ہے کہ دو آنکھیں انسان کو بصیرت عطا نہیں کرتیں بلکہ دل کی نورانیت ہی اسے اندھے پن سے نجات دیتی ہے اور دل کی نورانیت کے حصول کیلئے تعقل وتدبر اور غور وفکر ضروری ہے اگرچہ دو آنکھیں بھی ایک آلہ کے طور پر اس کے اس فکری عمل میں موثر ہیں۔ لہٰذا سورہ حج میں یوں ارشاد ہوتا ہے

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْافِی الاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَہُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآاَوْ آذانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا فَاِنَّھَا لاَتَعْمَی الاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِo(آیت۔۴۶)

"کیا یہ لوگ زمین پر گھومتے پھرتے نہیں جوان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان کے ذریعے وہ سمجھنے لگتے اُن کے کان ایسے ہو جاتے جن کے ذریعے وہ سننے لگتے کیونکہ درحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔"

لیکن اس کے برعکس قوہ تعقل و تفکر سے استفادہ نہ کرنے والے غافل اور دل کے اندھوں کو قرآن انسانوں کی صف سے خارج قرار دیتا ہے قرآن کے مطابق ایسے لوگ جسمانی طور پر تو انسان ہیں لیکن حقیقتاً انسانیت سے عاری ہیں لہٰذا ایسے لوگ حیوانات سے بھی بدتر گردانے گئے ہیں۔

لَہُمْ قُلُوْبٌ لاَ یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَہُمْ اَعْیُنٌ لاَّ یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَہُمْ اٰذانٌ لاَّ یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغٰفِلُوْنَo

"ان کے دل تو ہیں پر اسکے ذریعے سمجھتے نہیں، ان کی آنکھیں تو ہیں پر ان کے ذریعے وہ دیکھتے نہیں، ان کے کان تو

ہیں لیکن ان کے ذریعے وہ سنتے نہیں یہ لوگ چوپائیوں کیطرح ہیں بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں یہی لوگ غافل ہیں۔"

یہ بھی قرآنی حقیقت ہے کہ جو اس عالم میں اندھا اور بے بصیرت ہو گا وہ دوسری دنیا میں بھی نابینا ہو گا اور عالم مادہ کی نسبت زیادہ گمراہ بھی ہو گا

وَمَنْ كانَ فِيْ هَذِهِ أَعْمٰى فَهُوَفِي الْآخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيْلاًo

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول احادیث میں قرآن کریم ہی کی طرح سے غور و فکر اور تدبر و تعقل کی دعوت بہت نظر آتی ہے۔ امام کاظم علیہ السلام نے تفکر کو عقلمندی کی علامت قرار دیا ہے اور حضورؐ کے فرمان کے مطابق لحہ بھر فکر سال بھر کی غفلت آمیز عبادت سے بہتر ہے۔ یہ تعقل اور غور و فکر کا عمل ہی ہے جس سے انسان کا دل زندہ اور نظر بینا ہو جاتی ہے کیونکہ یہی رسول حق اور تمام امور کی مصلح ہے۔ امام علیؑ علیہ السلام فرماتے ہیں :

العقول ائمة الافكار والافكار ائمة القلوب والقلوب ائمة الحواس والحواس ائمة الاعضاء (مستدرک نہج البلاغہ ص ۱۷۹)

عقلیں افکار کی امامت کرتی ہیں اور افکار دلوں کے امام ہوتے ہیں دل حواس کی امامت کرتے ہیں اور حواس اعضاء کے امام ہوتے ہیں۔

ارباب لغت سے جب ہم فکر، تفکر اور تدبر کے معانی دریافت کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ فکر سے مراد حقائق عالم کے ادراک کی غرض سے موجودات عالم کے متعلق غور خوض کرنا اور حقیقتوں کے کشف کے بعد ان سے عبرت حاصل کرنا ہے۔ قرآن کریم انبیاء الٰہی کے پیغام میں بھی غور و فکر کرنے کا حکم دیتا ہے تاکہ حقیقتوں کو خرافات سے الگ کیا جاسکے اور زندگی کا وہ راستہ منتخب کیا جاسکے جو فلاح و نجات کا ضامن ہو۔ انسان عقل کے ذریعے ہی غور فکر کر سکتا ہے کیونکہ عقل عبارت ہے انسان کی اس قوت سے جس کے ذریعے وہ حقائق کو سمجھتا اور ان کا ادراک کرتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات وہ لازوال حقیقتیں ہیں جن میں غور و فکر اور تدبر انسان پر فہم و ادراک کے نئے دریچے کھولتا ہے "المیزان" کے صفحات اسی اعلیٰ ہدف اور مقصد کے عکاس ہیں "المیزان" کا علمی معیار اور صوری محاسن کو بہتر سے بہتر بنانے میں اہل علم، اہل فن اور قارئین محترم سب کا اپنا اپنا کردار ہے لہذا تمام احباب سے پہلے سے زیادہ تعاون کی امید ہے اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

محمد امین شہیدی